امام شافعیؒ اور شعر

ولادت ۱۵۰ھ ——————— وفات ۲۰۴ھ

مصر سے حال ہی میں ایک کتاب "دیوان الامام الشافعیؒ" کے نام سے چھپ کر آئی ہے جس میں مختلف ماخذ سے امام شافعیؒ کے اشعارِ حکمت کو جمع کیا گیا ہے، اور ساتھ ہی مختصر تشریح بھی دی گئی ہے۔ ہمارے دیرینہ کرم فرما فاضلِ بے بدل محترم مولانا محمد یوسف صاحب (ماموں کانجن) جو اسوقت مجلۃ شہیرۃ "بینات" کراچی کی مجلسِ ادارت کے رکن رکین ہیں، کی خواہش و ایماء پر مولانا محمد اسلم صاحب نے اس خزینۂ حکمت کے اردو ترجمہ و تشریح کا کام شروع کیا ہے، تاکہ قارئین الحق بھی اپنے اس علمی ورثہ اور ادبی گنجینہ سے محظوظ ہوسکیں۔ ادارۂ الحق محترم مضمون نگار اور خاص کر مولانا محمد یوسف صاحب (کثر اللہ امثالہم) کے اس علمی ایثار کا شکر گذار ہے۔ "ادارہ"

امام شافعیؒ کی کنیت ابو عبداللہ اور نام محمد بن ادریس بن العباس بن عثمان بن شافع ہے۔ نسباً آپ قریشی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِ اعلیٰ عبد مناف میں آپکا نسب مل جاتا ہے۔ بیت المقدس سے تھوڑی دور تقریباً دو مرحلہ کے فاصلہ پر غزۃ یا عسقلان میں آپ کی ولادت ہوئی، دو سال کی عمر تھی کہ آپ کے والدین آپ کو مکہ مکرمہ لے کر آگئے، نہایت تنگدستی اور افلاس میں آپ کی پرورش ہوئی۔ یہاں تک کہ علمی مضامین اور یادداشتوں کے لکھنے کیلئے جب آپ کو کاغذ بھی میسر نہ آتا تو آپ جانوروں کی ہڈیوں پر لکھ لیتے، آپ کی عمر کا ابتدائی حصہ شعر شاعری، ادب و بلاغت، اور تاریخ وغیرہ کی تحصیل میں گذرا۔ خود ہی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں منیٰ میں تھا کہ پشت کی جانب سے ایک آواز آئی — "علیک بالفقہ" — فقہ سیکھو — ایک واقعہ یہ بھی پیش آیا کہ: مسلم بن خالد زنجی سے آپکی ملاقات ہوئی، انہوں نے فرمایا، صاحبزادے! آپ کس ملک کے باشندے ہیں، میں نے کہا مکہ مکرمہ کا۔ فرمایا: مکان کس محلہ میں ہے، میں نے کہا خیف میں۔ پھر پوچھا کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو۔ میں نے

عرض کیا عبد مناف کی اولاد سے ہوں، سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے۔ بہت خوب ـــ بہت خوب ـــ پھر فرمانے لگے اللہ تعالیٰ نے تمہیں دونوں جہان کا شرف بخشا ہے۔ بہتر تو یہ تھا کہ آپ اپنی اس بے مثال اور خدا فہم وذکاوت کو فقہ میں صرف کرتے۔ یہ سن کر امام شافعیؒ نے ان کی شاگردی قبول کی۔ ان کے بعد امام مالکؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ مؤطا حفظ کر چکے تھے اور آپکی عمر کل تیرہ برس کی تھی، آپ مؤطا کے درس میں شریک ہو گئے، جب قرأت کا وقت آیا، تو آپ نے بہ زبان قرأت شروع کی۔ امام مالکؒ کو اس پر بڑا تعجب ہوا، اور آپ کی قرأت کو بہت پسند فرمایا۔ جب یہ ختم کرنے کا ارادہ کرنے لگے تو فرمایا اور پڑھو اور پڑھو ـــ امام مالکؒ نے ان کے حق میں فرمایا تھا کہ: "تم تقویٰ کو اپنا شعار رکھنا ایک زمانہ آئے گا کہ بڑے مرتبہ والے انسان ہو گے۔"

ایک روایت میں ہے۔ کہ امام مالکؒ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل میں ایک نور ودیعت رکھا ہے، معصیت کر کے اسے ضائع نہ کرنا"

اس کے بعد آپ عراق تشریف لے گئے، پندرہ برس کی عمر میں آپ کے شیخ "مسلم بن خالد زنجیؒ" نے آپ کو فتویٰ نویسی کی اجازت دے دی تھی۔ حدیث، تفسیر، فقہ، ادب وعربیت کے ساتھ ساتھ آپ بڑے ماہر تیر انداز بھی تھے۔ دس میں ایک تیر بھی نشانہ سے خطا نہ ہوتا تھا۔

امام نوویؒ شرح مہذب میں تحریر فرماتے ہیں کہ: "امام عبدالرحمٰن بن مہدی کی خواہش پر امام شافعیؒ نے اصول فقہ میں "الرسالہ" تصنیف فرمایا تھا۔ اسی وجہ سے آپ کو اصول فقہ کا مؤسس کہتے ہیں۔ فقہ میں آپ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ صحیح احادیث کو لیتے اور ضعیف کو ترک کر دیتے تھے۔ عبادات کے مسائل میں آپ احتیاط کا پہلو اختیار فرمایا کرتے تھے، آپ کی تصنیف "کتاب الام" اور "الرسالہ" طبع ہو کر امت سے خراجِ تحسین پا چکی ہیں۔

ان تمام فضائل وکمالات کے باوجود نکتہ چینی سے آپ بھی محفوظ نہیں رہے۔ حتی کہ یحییٰ بن معین جیسے شخص سے ایسے کلمات منقول ہیں، جن کو سن کر آخر کار امام احمد بن حنبلؒ کو یہ کہنا پڑا: ومن این یعرف یحیی الشافعی ...... ومن جھل شیئاً عاداہ ـــ یحییٰ بن معین امام شافعیؒ کو کیا جانیں اور جو شخص کسی کو نہ جانتا ہو وہ اس پہ برافروختہ ہو جاتا ہے۔

حافظ ابن عبدالبرؒ لکھتے ہیں کہ یحییٰ بن معین سے متعدد طریقوں سے ثابت ہے کہ وہ امام شافعیؒ پر جرح فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ امام احمد بن حنبلؒ نے ان کو اس سے روکا اور فرمایا کہ: تمہاری ان

دو آنکھوں نے اس جیسا شخص نہیں دیکھا ہوگا۔[1]

علم وفضل کے ساتھ سخاوت حد درجہ تھی۔ حمیدیؒ ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہیں کہ آپ صنعاء سے تشریف لائے اور اس وقت آپ کے پاس دس ہزار دینار تھے۔ آپ کا خیمہ مکہ مکرمہ سے باہر لگا ہوا تھا، لوگ زیارت اور ملاقات کے لئے آتے تھے، اور آپ ان کو دینار تقسیم کرتے تھے یہاں تک کہ بیٹھے بیٹھے آپ نے وہ تمام رقم لوگوں میں تقسیم کر ڈالی۔

ابن خلکان، ربیع بن سلیمان مرادی سے نقل کرتے ہیں، کہ انہوں نے وفات کے بعد امام شافعیؒ کو خواب میں دیکھا، ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا۔ امام شافعیؒ نے جواباً فرمایا، مجھے ایک سنہری کرسی پہ بٹھایا اور میرے اوپر بیش قیمت موتی بکھیر دئے۔

امام شافعیؒ محض ایک فقیہ ہی نہ تھے، بلکہ علوم دینیہ کے علاوہ دیگر بہت سے علوم کے ماہر اور جامع بھی تھے۔ چنانچہ علوم القرآن، علوم الحدیث، قیاس، اجماع اور انکار بدعت میں مہارت تامہ کے ساتھ ساتھ علم طب، علم نجوم، علم فراست، علم الانساب، میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے، گذشتہ واقعات، جنگوں کے قصے اور عجائبات دنیا، میں وسیع معرفت اور واقفیت حاصل تھی۔ علم لغت میں وہ دقیق اور وسیع نظر حاصل تھی کہ عبداللہ بن ہشام (صاحب المغازی) کو بھی اس کا اقرار کرنا پڑا ان کا مقولہ ہے۔ "الشافعی ممن تؤخذ عنہ اللغۃ۔" شافعیؒ ان لوگوں میں سے ہیں جو امام لغت ہونے کی بنا پر اس کے مستحق ہیں کہ ان سے لغت کو حاصل کیا جائے۔

امام موصوف اعلیٰ درجہ کے شاعر تھے۔ فطری طور پہ شاعرانہ ذوق رکھتے تھے۔ فن شعر میں وہ قدرت اور ملکہ حاصل تھا کہ جس موضوع پر چاہتے فی البدیہہ شعر کہہ ڈالتے جسکی نظیر دوسرے شعراء پیش کرنے سے عاجز ہوتے ——

امام شافعیؒ کے اشعار "دیوان" کی شکل میں جمع نہیں ہو سکے، البتہ ایک معتدبہ حصہ مختلف ابواب وفصول کے ضمن میں موجود ہے، جسے اگر جمع کر لیا جائے تو ایک ضخیم "دیوان" تیار ہو سکتا ہے۔

امام شافعیؒ کی شعر گوئی | امام موصوف نے سب سے پہلے قبیلہ ھذیل کے اشعار کو حاصل کیا۔ اپنی شاعری کی ابتداء کے متعلق خود فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ کی سکونت ترک کر کے قبیلہ ھذیل کے ہاں چلا گیا۔ سترہ برس ان میں رہا۔ کسی وقت بھی ان سے جدا نہیں ہوتا تھا۔ ان کے شاعرانہ ذوق اور طبیعت کا غور وفکر سے جائزہ لیتا رہا۔ اسی مدت میں شعر گوئی کی پوری قدرت حاصل کر لی تھی۔ امام ممدوح ھذیل کی

---

[1] جامع بیان العلم لابن عبدالبر ج ۲ ص ۱۶۰

فصاحت کے بیحد گرویدہ تھے، قبیلہ ھذیل کو افصح العرب کہا کرتے تھے۔ ھذیل کے علاوہ شنفری کے اشعار کی بھی روایت کرتے، طفیل غنوی کے اشعار سے تمثل کرتے۔ شعر کے لئے دور دراز کا سفر کرتے۔ زبیر بن بکار اپنے چچا مصعب بن عبداللہ بن الزبیر سے بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ وہ یمن گئے، وہاں ان کی ملاقات امام شافعیؒ سے ہوئی۔ امام شافعیؒ وہاں شعر، نحو، حدیث حاصل کرنے کی غرض سے گئے ہوئے تھے۔

ذھبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے کہ امام شافعیؒ قریش میں فن تیر اندازی میں سب سے زیادہ ماہر تھے۔ ان کا نشانہ سو فیصد ٹھیک بیٹھتا تھا۔ اور امام شافعیؒ ہی پہلے شخص ہیں جس نے تیر اندازی، شعر گوئی، لغت، اور ایام العرب میں کمال حاصل کیا۔

رواۃ شافعیؒ امام شافعیؒ سے باقاعدہ شعر کی روایت ثابت ہے۔ چنانچہ اصمعی کہتے ہیں کہ میں امام شافعیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا تاکہ ان سے شنفری اور ھذیل کے اشعار حاصل کروں اور شعر کی روایت اور شرح حاصل کر لوں۔ ابوعثمان مازنی کہتے ہیں کہ میں نے اصمعی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے شنفری کے اشعار مکہ مکرمہ میں امام شافعیؒ سے پڑھے ہیں۔ حسان بن محمد بھی اصمعی سے اسی قسم کے الفاظ نقل کرتے ہیں۔ کہ میں نے ھذیل کے اشعار کی تصحیح قریش کے ایک نوجوان "محمد بن ادریس الشافعیؒ" سے کی ہے۔

امام شافعیؒ کے اشعار کا مرتبہ امام شافعیؒ کے اشعار کی فضیلت کے لئے انکی امام موصوف کی طرف نسبت ہی کافی دلیل ہے۔ فن شعر میں امام شافعیؒ کا مقام بہت بلند اور اونچا ہے۔ موصوف امام کے بارے میں مبرد کا قول نقل کرتے ہیں "کان الشافعی من اشعر الناس وآدب الناس" امام شافعیؒ بہترین شاعر اور بہترین ادیب تھے۔ ابن رشیق کا مقولہ ہے۔ "اما محمد بن ادریس الشافعیؒ فکان من احسن الناس افتتانا فی الشعر" امام شافعیؒ تفنن شعر میں سب سے زیادہ ماہر تھے، ابن ھشام کا قول ہے کہ، میں ایک زمانہ تک امام شافعیؒ کی خدمت میں رہا، اس دوران میں۔ میں نے انکی زبان سے کوئی ایسا کلمہ نہیں سنا جو عربیت کے بلند معیار سے گرا ہوا ہو۔ اور اس سے بہتر کلام عرب میں کوئی اور لفظ موجود ہو۔ ابن ھشام ہی کا قول ہے۔ کہ امام شافعیؒ کا کلام مستقل ایک لغت ہے، جسے حجت میں پیش کیا جا سکتا ہے، یہی ابن ھشام کہتے ہیں کہ: اہل عربیہ میں سے کچھ لوگ ہمارے ساتھ امام شافعیؒ کی مجلس میں حاضر ہوا کرتے تھے، ایک دن میں نے ان سے کہا: تم لوگ فقہ کیوں نہیں حاصل کرتے، انہوں نے کہا: ہم شافعیؒ

کی لغت سننا چاہتے ہیں ـــــ

ـــــ اب ہم امام موصوف کے اشعار (جو مختلف ماخذ سے لئے گئے ہیں) کا ترجمہ و تلخیص پیش کرتے ہیں۔ (وباللہ التوفیق)

ـــــ (قافیہ ہمزہ) ـــــ

واحسرةً للفتى ساعةٌ یعیشها بعد اودائه[1]

انسان کیلئے اسکی زندگی میں وہ ساعت بہت ہی حسرت اور افسوس کی ساعت ہے۔ جو دوستوں کی مفارقت کے بعد آئے۔

عمر الفتى لو کان فی کفه رمى به بعد احبائه

اگر انسان کی زندگی اس کے قبضہ میں ہوتی، تو دوستوں کی جدائی کے بعد اسے بھی ختم کر دیتا ـــــ

امام شافعیؒ کے ان اشعار کا حاصل یہ ہے کہ: مخلص دوستوں کی ہمنشینی، صحبت اور رفاقت و معیت ختم ہونے کے بعد پہلی گھڑی جو انسان پر آتی ہے، وہ اتنی سخت اور حسرت آمیز ہوتی ہے کہ اس کی تلخی برداشت سے باہر ہوتی ہے، اگر زندگی کا معاملہ بس میں ہوتا تو دوستوں کی جدائی کے بعد انسان اسے بھی ختم کر دیتا ـــــ امام ممدوح کا یہ مبالغہ ان کے صدق محبت اور حسن وفا پر دال ہے۔ چنانچہ ان کا ایک مقولہ بھی ہے۔" لا سرور یعدل صحبة الاخوان ولا غم یعدل فراقهم والغریب من فقد الفه لامن فقد منزله۔" یعنی مخلص دوستوں کی صحبت اور رفاقت میں جو مسرت ہے اس کے برابر کوئی اور خوشی نہیں اور ان کے فراق میں جو غم اور دکھ ہے اس سے بڑھ کر کوئی غم نہیں۔ حقیقت میں اجنبی وہ ہے جس سے مخلص دوست بچھڑ گیا ہو، وہ نہیں جسکا گھر نہ ہو۔

ـــــ (قافیہ باء) ـــــ

یہ اشعار امام شافعیؒ نے اس وقت کہے تھے، جب ان کے سر کے بال بڑھاپے کی وجہ سے سفید ہونے لگے تھے۔

خبت نار نفسی باشتعال مفارقی[2] واظلم لیلی اذا اضاء شهابها

بالوں کے سفید ہونے کی وجہ سے میرے نفس کی آگ بجھ گئی اور میری رات سیاہ ہو گئی جب اس کے ستارے روشن ہوئے ـــــ

ماخذ:- [1] محزون فی تسلیة المحزون [2] تذکرة القرطبی للشعرانی۔ ایقاظ الہمم فی شرح الحکم لابن عجیبہ۔

ابا بومة قد عششت فوق هامتي علی الرغم مني حين طار غرابها

اے الّو! تو نے میری ناگواری کے باوجود میرے سر پر گھونسلا بنا لیا جب کہ اس کا کوا اڑ گیا۔ (یعنی سیاہ بال سفید ہوئے۔)

پہلے شعر کا حاصل یہ ہے کہ جوانی میں جو ولولہ اور جوش تھا وہ ضعف پیری کے آنے سے ختم ہو گیا اور طبیعت بالکل مردہ ہو گئی۔ اور دوسرے شعر میں سیاہ بالوں کو کوے سے اور بڑھاپے کو الّو سے تعبیر کیا ہے۔

رأيت خراب العمر مني فزرتني ومأواك من كل الديار خرابها

تو میری بوسیدہ عمر کو دیکھ کر میری زیارت کو گیا۔ اور تیرا ٹھکانا برباد گھر ہی ہوا کرتے ہیں۔

أأنعم عيشاً بعد ما حل عارضي طلائع شيب ليس يغني خضابها

کیا میں اپنی زندگی سے خوش ہو سکتا ہوں۔ حالانکہ میرے رخساروں پر بڑھاپے کے ایسے آثار (جھریاں) ہیں جنکو خضاب بھی دور نہیں کر سکتا۔

وعزة عمر المرء قبل مشيبه وقد فنيت نفس تولیٰ شبابها

اور آدمی کی عمر (زندگی) کی عزت بڑھاپے سے پہلے ہی ہوتی ہے، اور وہ نفس تو فنا ہی ہو گیا جسکی جوانی پشت پھیر چکی ہو۔

اذا اصفر لون المرء وابيض شعره تنغص من ايامه مستطابها

جب آدمی کا رنگ زرد اور بال سفید ہو جائیں، تو اس کے خوشی کے دن بدمزہ ہو جاتے ہیں۔

فدع عنك سوآت الامور فانها حرام علی نفس التقي ارتكابها

سو اب برائیوں کو چھوڑ دے، کیونکہ پاکیزہ نفس کے لئے گناہوں کا ارتکاب حرام ہے۔

وادّ زكوٰة الجاه واعلم بانها كمثل زكوٰة المال تم نصابها

اور اپنے جاہ و مرتبہ کی زکوٰۃ ادا کر، کیونکہ (جاہ و مرتبہ کی زکوٰۃ) مثل مال کے فرض ہے جب کہ اس کا نصاب پورا ہو جائے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جس طرح مال میں نصاب پورا ہونے کے بعد زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے، اسی طرح آدمی کے جاہ و مرتبہ پر بھی زکوٰۃ آتی ہے۔ جاہ و مرتبہ کا نصاب آثار پیری ظاہر ہونے پر (چالیس سال پر) پورا ہو جاتا ہے۔ اسکی زکوٰۃ خشیت الٰہی، تقویٰ، پاکیزہ اخلاق و اعمال، اتباع شریعت، مخلوق خدا کے ساتھ حسن سلوک اور کامل خیر خواہی، خصوصاً انسانی برادری کے ساتھ تعلقات کا استوار رکھنا مشکل

امور میں امداد و اعانت کرنا وغیرہ امور خیر ہیں ـــــ

واحسن الی الاحرار تملک رقابہم فخیر تجارات الکرام اکتسابہا

شریف اور دانشمند لوگوں کے ساتھ احسان کرو۔ ان کے مالک ہو جاؤ گے۔ شریف لوگوں کی بہترین تجارت شریف لوگوں کی کمائی ہے۔

امام موصوف نے احسان کو شرفار کے ساتھ مقید (خاص) کیا ہے۔ اس لئے کہ شریف لوگ احسان مند اور قدر شناس ہوتے ہیں۔ ان پر احسان کرنا مفید اور بارآور ثابت ہوتا ہے ـــــ

ولا تمشین فی منکب الارض فاخرا فعما قلیل یحتویک ترابہا

زمین کی سطح پر فخر سے (اکڑ کر) مت چل، عنقریب اسکی مٹی تیرا احاطہ کرے گی ـــــ

ومن یذق الدنیا فانی طعمتہا وسیق الینا عذبہا وعذابہا

جو دنیا کی لذت چکھنا چاہے چکھ لے، میں تو اسے کھا چکا ہوں اور ہماری طرف اسکا تمام میٹھا کڑوا آیا ہے۔

فلم ارہا الا غرورا وباطلا کما لاح فی ظلمات الارض سرابہا

میں نے دنیا کو سوائے دھوکے اور باطل شے کے کچھ نہیں پایا (اسکی مثال ایسی ہے) جیسے ریگستان میں ریت کا ٹیلہ پانی معلوم ہوتا ہے۔

وما ھی الا جیفۃ مستحیلۃ علیہا کلاب ھمھن اجتذابہا

دنیا تو محض ایک متعفن لاش ہے جس پر کتے جمع ہیں (اور اسے) نوچ کھانے پر لڑ رہے ہیں ـــــ

فان تجتنبہا کنت سلما لاھلہا وان تجتذبہا نازعتک کلابہا

پس اگر تم اس سے بچے رہو گے تو اہل دنیا سے تمہاری صلح رہے گی۔ اور اگر تم بھی اسکی چھینا جھپٹی میں مشغول ہو جاؤ گے تو دنیا کے کتے تم سے جنگ شروع کر دیں گے۔

فطوبیٰ لنفس اودعت قعر دارہا مغلقۃ الابواب مرخی حجابہا

وہ روح بہت مبارک ہے جسے اس کے گھر کے اندر ودیعت رکھ دیا گیا ہو، جسکے دروازے بند ہوں اور پردے لٹکے ہوئے ہوں۔

ـــــ (قلوب کا اختلاف) ـــــ

ان اشعار کو ابن خلکان نے نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ امام شافعیؒ ان اشعار کے متعلق خود فرمایا

کرتے تھے کہ: میں بیوی سے (جو خاندان قریش سے تھی) بطور مزاح کہا کرتا تھا۔

ومن البلیّة ان تحبّ　　فلا یحبّک من تحبّہ

بڑی ہی مصیبت ہے کہ جس سے تو محبت کرے وہ تجھ سے محبت نہیں کرتا۔

بیوی جواب میں کہتی ——:

ولیصد عنک بوجھہ　　وتلج انت فلا تغبّہ

اور وہ تجھ سے روگردانی کرے اور تو ہرچند کوشش کرے لیکن تو ناغے سے بھی اس سے ملاقات نہ کر پائے۔

(سفر کی محبت)

ساضرب فی طول البلاد وعرضھا　　انال مرادی او اموت غریباً

میں دور دراز کے شہروں کا سفر کروں گا، یا اپنی مراد کو پالوں گا یا (پھر) سفر کی حالت میں مرجاؤں گا۔

فان تلفت نفسی فللّٰہ درّھا　　وان سلمت کان الرجوع قریباً

پھر اگر میری جان (دوران سفر) ضائع ہو جائے تو صد آفرین۔ اور اگر (ہلاکت سے) محفوظ رہے تو (کوئی غم نہیں کیونکہ) عنقریب سفر سے واپسی ہو جائے گی۔

ان اشعار میں امام ممدوح نے حصولِ مراد میں اپنے عزم اور حوصلہ کو بیان کیا ہے کہ: مجھے اپنے مقصد میں کامیاب ہونے سے دشوار سے دشوار امر بھی مانع نہیں ہو سکتا۔ میں اپنے مقصد کو پورے عزم سے حاصل کروں گا۔ خواہ مجھے دنیا کا طول و عرض چھاننا پڑے۔ اور میں اس سفر کے مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کروں گا۔

(سفر کے منافع)

سافر تجد عوضاً عمن تفارقہ　　وانصب فان لذیذ العیش فی النصب

سفر کرو (اور غم نہ کرو) تمہیں بچھڑے ہوئے احباب کا نعم البدل مل جائے گا۔ تکلیف برداشت کرو کیونکہ زندگی کی لذّت تکلیف ہی میں ہے۔

انّی رأیت وقوف الماء یفسدہ　　ان سال طاب وان لم یجر لم یطب

میں نے دیکھا ہے کہ پانی کا کھڑا رہنا اسے فاسد کر دیتا ہے۔ اگر وہ چلتا رہے تو خوشگوار رہتا ہے، اگر نہ چلے تو بدبودار ہو جاتا ہے۔

والاسد لولا فراق الغاب ما افترست   والسهم لولا فراق القوس لم يصب

شیر اگر اپنی کھچار سے نہ نکلے، شکار نہیں کر سکتا۔ اور تیر اگر کمان سے نہ نکلے تو نشانے پر نہیں لگ سکتا۔

والتبر كالترب ملقى في اماكنه   والعود في ارضه نوع من الحطب

سونا مٹی ہے جب تک اپنے معدن میں ہو اور "عود" اپنی جگہ میں لکڑی کی ایک قسم ہی ہے۔

ان اشعار میں امام موصوف نے سفر کی ترغیب دلائی ہے۔ اور اس میں طبعی ناگواری، اہل وعیال اور احباب کی مفارقت پر حزن وملال کا مختلف پہلوؤں سے ازالہ کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ سفر میں گھر کی جدائی کا غم نہیں ہونا چاہئے۔ ہو سکتا ہے، کہ حالت سفر میں ایسے لوگوں کی رفاقت نصیب ہو جائے جس میں ایسی راحت ہو کہ گھر میں اس کا تصور بھی نہیں ہوتا تھا۔ اگرچہ سفر میں تکالیف اور خطرناک حوادث بھی پیش آتے ہیں۔ بعض دفعہ ہلاکت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ تاہم سفر میں ایسی لذت اور منفعت پنہاں ہے، کہ اس کے بغیر زندگی کا صحیح مفہوم واضح نہیں ہوتا۔ آدمی کی مخفی صلاحیتیں اور جوہر نمایاں نہیں ہوتے ــــ مثلاً پانی کو دیکھئے اگر یہ اپنی جگہ پر کھڑا رہے تو بدبودار ہو جاتا ہے۔ اگر چلتا رہے تو میٹھا اور خوشگوار ہوتا ہے۔ اسی طرح شیر اگر اپنی کھچار ہی میں بیٹھا رہے تو کبھی شکار نہیں کر سکتا۔ اور اس کے اوصاف لازمہ کبھی ظاہر نہیں ہو سکتے۔ تیر اگر کمان ہی میں کسا رہے، باہر نہ نکلے تو نشانہ پر نہیں لگ سکتا۔ یہی حال سونے اور عود کا ہے۔ سونا جب تک معدن میں ہے اسکی کوئی قیمت نہیں مٹی ہی کی مانند ہے۔ اسکی قدر وقیمت جبھی معلوم ہوگی جب اسے کان سے نکال لیا جائے۔ "عود" جب تک بازار نہ آئے لوگ اسے آگ پر نہ رکھ لیں اسکی خوشبو نہ سونگھ لیں۔ اس کے درمیان اور دوسری قسم کی لکڑیوں کے درمیان فرق نہیں ہو سکتا۔ بعینہ یہی مثال سفر کی ہے۔ آدمی کی صحیح قیمت گھر میں ظاہر نہیں ہوتی جب تک باہر نہ نکلے ــــــ (جاری)

شرح الوقایہ اخیرین
مولانا عبدالحیؒ صاحب
جو عرصہ دراز سے نایاب تھی اب بفضل تعالیٰ شائع ہو گئی ہے۔ شائقین حضرات آج ہی کارڈ لکھ کر طلب فرماویں۔ ہدیہ مجلد -/۲۰ روپے
نیز ہر قسم کی دینی و علمی کتابوں کے لئے بھی ہمیں یاد رکھیں۔
میاں حاجی محمد عبدالخالق بفضل مالک تاجران کتب
قصہ خوانی پشاور

مویاردک
• مویاردک موتیابند کا بلا اپریشن علاج ہے۔
• مویاردک دھند، جالا، پھولا، ککروں کیلئے بھی بے حد مفید ہے۔
• مویاردک بینائی کو تیز کرتا ہے۔ اور چشمہ کی ضرورت نہیں رکھتا۔
• مویاردک آنکھ کے ہر مرض کے لئے مفید تر ہے۔
بیت الحکمت
لوہاری منڈی۔ لاہور